

پانی بطور ہتھیار: تاریخی پابندی سے صیہونی عمل تک

پانی، زندگی کے لیے سب سے بنیادی ضرورت، تاریخ بھر میں ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا رہا ہے۔ اسے بھوک، بیماری، نقل مکانی اور شہری آبادیوں کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کیا گیا۔ بین الاقوامی قانون، جو صدیوں کی جنگوں اور غور و فکر کے ذریعے تیار کیا گیا، نے پانی کے ذرائع کو زہر آلود کرنے، تباہ کرنے یا ان تک رسائی سے انکار کرنے کو واضح طور پر ممنوع قرار دیا ہے۔ تاہم، جدید دور میں، ہم ایک ایسی ریاست - اسرائیل - کو پاتے ہیں جو فلسطینی زمینوں پر اپنی نوآبادیاتی اور قبضے کی پالیسیوں میں ان اصولوں کی بارہا خلاف ورزی کرتی رہی ہے، تاریخی طور پر اور منظم طریقے سے۔ 1948 میں حیاتیاتی جنگ سے لے کر مغربی کنارے پر بنیادی ڈھانچے کی تخریب کاری اور غزہ میں محاصرے کی حکمت عملی تک، پانی کو ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا صیہونی پالیسی کا ایک مستقل عنصر رہا ہے۔

یہ مضمون پانی کو ہتھیار بنانے کی تاریخ، بین الاقوامی قانون کے تحت اس کی ممانعت، اور اسرائیلی حکمت عملیوں کی براہ راست زہر دینے سے لے کر ساختہ غلبے تک کی ترقی کا جائزہ لیتا ہے۔ یہ بھی جائزہ لیتا ہے کہ جنگ کے بعد یورپ میں یہودیوں کے ابتدائی انتقامی منصوبوں کی ناکامی نے تشدد کو دوبارہ ہدایت دینے میں کس طرح ایک محرک کا کردار ادا کیا۔ جو پانی کے کنٹرول اور تباہی کے ذریعے فلسطینی زندگی پر طویل اور جاری حملے میں عروج پر پہنچا۔

پانی کو ہتھیار بنانا: ایک تاریخی جائزہ

پانی کے ذرائع کو جان بوجھ کر زہر آلود کرنا طویل عرصے سے ایک گھناؤنی جنگی عمل کے طور پر مذمت کی جاتی رہی ہے۔ قدیم اور قرون وسطیٰ کے مثالوں کی بہتات ہے، محاصرہ کرنے والی فوجوں سے جو کنوؤں کو لاشوں سے آلودہ کرتی تھیں، سے لے کر قدرتی زہروں کے استعمال تک۔ جیسے جیسے جنگی قوانین تیار ہوئے، ایسی حرکتیں قانونی اور اخلاقی طور پر ناقابل قبول ہو گئیں۔

- ہیگ کنونشن (1907) IV زہریا زہریلے ہتھیاروں کے استعمال پر پابندی لگاتا ہے (آرٹیکل 23(a))۔
- جینیوا پروٹوکول (1925) کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیاروں، بشمول پانی میں، پر پابندی لگاتا ہے۔
- حیاتیاتی ہتھیاروں کا کنونشن (1972) اور کیمیائی ہتھیاروں کا کنونشن (1993) ان پابندیوں کی دوبارہ تصدیق کرتے

- آئی سی سی کا روم سیٹھٹ (1998) زہر آلود پانی کے استعمال کو آرٹیکل 8(2)(b)(xvii) کے تحت جنگی جرم قرار دیتا ہے۔

بیسویں صدی تک، ایسی حرکتیں عالمی رواجی قانون بن چکی تھیں، جو تمام ممالک اور اداکاروں کے لیے پابند تھیں۔ تاہم، فلسطین میں صیہونی ریاست کے قیام کے دوران ان اصولوں کی تیزی سے خلاف ورزی کی گئی۔

آپریشن ”اپنا روٹی پھینکو“ اور صیہونی پانی کی زہر آلودگی (1948)

1948 میں، نلبہ کے دوران (750,000 سے زائد فلسطینیوں کی زبردستی نقل مکانی)، اسرائیلی ملیشیا اور سائنسی یونٹوں نے فلسطینی شہریوں کے خلاف جان بوجھ کر حیاتیاتی جنگ کے آپریشنز انجام دیے۔ اس کی سب سے واضح مثال پانی کی فراہمی کو ٹائیفائیڈ بیکٹیریا سے آلودہ کرنا تھی:

- **عکہ (مئی 1948):** صیہونی افواج نے میونسپل واٹر سپلائی کو ٹائیفائیڈ سے آلودہ کیا، جس سے بڑے پیمانے پر بیماریاں پھیل گئیں۔ ریڈ کراس نے مداخلت کی۔ یہ صیہونی افواج کی طرف سے بیکٹیریولوجیکل ہتھیاروں کا پہلا معلوم استعمال تھا اور اسے ہگانہ کے یونٹ 131 نے مربوط کیا۔
- **غزہ (جون 1948):** اسی طرح کا ایک منصوبہ مصری حکام نے ناکام بنا دیا۔ حیاتیاتی ایجنٹس لے جانے والے صیہونی ایجنٹس کو تعیناتی سے پہلے گرفتار کر لیا گیا۔
- **بدو، بیت سوریک اور عین کریم جیسے دیہات** نے اپنے کنوؤں یا ذخائر کو آلودہ یا تباہ ہوتے دیکھا، جس سے بیماری اور نقل مکانی ہوئی۔
- **عین الزیتون اور گلیل کے متعدد دیہات** کے کنوؤں کو مستقل طور پر سبوتاژ کیا گیا، اکثر قتل عام یا بڑے پیمانے پر جلا وطنی کے ساتھ۔

ان آپریشنز نے ہیگ ریگولیشنز کے متعدد دفعات کی خلاف ورزی کی، جو اس وقت نافذ تھے، اور پلان دالیت کے نظریے کے اندر فٹ بیٹھتے تھے۔ آبادی کو کم کرنے اور روک تھام کے لیے ایک وسیع تر حکمت عملی۔

جرمنی کو زہر دینے سے فلسطین کو زہر دینے تک: ہدف کی تبدیلی، استثنیٰ کی
بیدائش

1945 میں، ناکام گروپ - ہولوکاسٹ سے بچ جانے والوں کا ایک نیٹ ورک جو انتقام کے لیے پرعزم تھا - نے نورمبرگ اور میونخ جیسے جرمن شہروں میں واٹر سپلائی کو زہر دینے کی منصوبہ بندی کی۔ انہوں نے میونسپل واٹر سسٹمز میں گھسپے ٹھ کی اور رسائی کے نقشے حاصل کیے، ارسنیک کے ذریعے لاکھوں کو ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن یہ منصوبہ ناکام ہو گیا جب برطانوی حکام نے ان کے رہنما کو پکڑ لیا اور زہر کو سمندر میں پھینک دیا گیا۔

جرمنوں تک نہ پہنچنے یا انہیں سزا دینے کے قابل نہ ہونے کی وجہ سے - جو جغرافیائی طور پر دور اور سیاسی طور پر محفوظ تھے - گروپ کا غصہ ختم نہیں ہوا۔ یہ دوبارہ ہدایت کی گئی۔ ایک زیادہ قابل رسائی اور غیر محفوظ ہدف قریب ہی تھا: فلسطینی عوام۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے ہولوکاسٹ کے دوران اور اس سے پہلے کے سالوں میں، کئی معاملات میں یہودیوں کو پناہ دی تھی جب کوئی مغربی ریاست - بشمول امریکہ اور برطانیہ - انہیں قبول نہیں کرتی تھی، جیسا کہ ایوین کانفرنس 1938 میں دکھایا گیا۔

صرف تین سال بعد، صیہونی افواج نے فلسطینی کنوؤں کو زہر دیا - ہولوکاسٹ کے بدلے کے طور پر نہیں، بلکہ نوآبادیات اور نقل مکانی کے ایک آلے کے طور پر۔ اسے جواز پیش کرنے کے لیے، انہوں نے ایک جھوٹ بنایا: کہ فلسطینی، جرمن نہیں، ہولوکاسٹ کے ذمہ دار تھے۔

اس جھوٹ کا سب سے زیادہ دہرایا جانے والا ورژن دعویٰ کرتا ہے کہ یروشلم کے گرینڈ مفتی، حاج امین الحسینی نے ہٹلر کے ساتھ ہولوکاسٹ کو "اکسایا" یا مشترکہ طور پر منصوبہ بنایا۔ یہ دعویٰ تاریخی ٹائم لائن کی جانچ پڑتال کے تحت گر جاتا ہے لیکن اسرائیلی پروپیگنڈے کا ایک اہم ستون رہتا ہے۔ آج بھی، حسابہ اکاؤنٹس اور اسرائیلی سیاستدان اس تحریف کو دہراتے ہیں، فلسطین کے حامیوں کو "اسلامو-نازی" یا "پالینازی" کہتے ہیں - ایک بیانیہ الٹ پلٹ جو جرمن جرم کو مٹانے اور فلسطینیوں کے خلاف صیہونی تشدد کو جواز دینے کے لیے بنایا گیا ہے۔

جدید حکمت عملی: آبادکاروں کا تشدد اور ساختہ کنٹرول

اگرچہ حیاتیاتی حملے بند ہو گئے ہیں، پانی کی ہتھیار سازی زیادہ چپکے سے جاری ہے - خاص طور پر مغربی کنارے پر، جہاں اسرائیلی قبضے کے نظام نے ساختہ محرومی کا ایک پیچیدہ نظام بنایا ہے:

- آبادکاروں کی تخریب کاری: آبادکار باقاعدگی سے مشترکہ حوضوں میں نہاتے ہیں، آبپاشی کے پائپوں کو توڑتے ہیں، چھتوں پر پانی کے ٹینکوں پر گولیاں چلاتے ہیں، اور چشموں تک رسائی کو روکتے ہیں۔

• جولائی 2025 میں، آبادکاروں نے 30 سے زائد فلسطینی دیہات کے لیے مختص پانی کو قریبی بستی میں نجی سوئمنگ پول بھرنے کے لیے موڑ دیا۔

• حوضوں کی تخریب کاری میں کنوؤں کو پتھروں، کنکریٹ یا کوڑے سے بھرنا شامل ہے، جس سے وہ ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

یہ آبادکاروں کا تشدد ریاستی پالیسیوں کے ذریعے ممکن بنایا جاتا ہے، خاص طور پر وہ جو فوجی حکم 158 (1967) میں جبری ہوئی ہیں، جو فلسطینیوں کو نئی واٹر تنصیبات، بشمول بارش کے پانی کی جمع آوری، کے لیے اجازت نامے حاصل کرنے کی ضرورت رکھتا ہے۔ اجازت نامے تقریباً کبھی نہیں دیے جاتے۔

میکوروٹ رزمیم: ادارہ جاتی اپارٹھائڈ

اسرائیل کی قومی واٹر کمپنی، میکوروٹ، ایک ایسی نظام کی نگرانی کرتی ہے جس میں:

- نکالے گئے پانی کا 52% اسرائیل کو جاتا ہے۔
- 32% غیر قانونی بستیوں کو جاتا ہے۔
- صرف 16% فلسطینیوں کے لیے باقی رہتا ہے، جو لاکھوں میں ہیں۔

اسی دوران، مغربی کنارے کے فلسطینیوں کو فی دن صرف 20-50 لیٹر پانی ملتا ہے، جو عالمی ادارہ صحت کے کم از کم 100 لیٹر سے بہت کم ہے۔ بستیاں آبپاشی والی کھیتوں اور سوئمنگ پولز سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ یہ قلت نہیں ہے۔ یہ برتری ہے۔ علاقہ C میں، اسرائیل کی طرف سے پہاڑی ایکوئیفر سے زیادہ نکاسی نے فلسطینی کنوؤں کو خشک یا نمکین کر دیا ہے۔ باردالہ اور ال-اوجا جیسے مقامات پر زراعت گر رہی ہے۔ زمین خود مر رہی ہے۔ یہ ماحولیاتی قتل ہے۔

آسمان کی جرم سازی: بارش کا پانی بطور اسمگلنگ

یہاں تک کہ آسمان بھی آزاد نہیں ہے۔ فوجی حکم 158 کے تحت، بارش کے پانی کی جمع آوری کو جرم قرار دیا گیا ہے۔ بغیر اجازت کے بنائے گئے حوض:

- اسرائیلی فورسز کے ذریعے مسمما کیے جاتے ہیں۔

- “غیر قانونی ڈھانچے” کے طور پر ضبط کیے جاتے ہیں۔
- واٹر کٹ آف کے ذریعے سزا دی جاتی ہے (مثال کے طور پر، 2017 میں ایک گاؤں نے پانچ دن تک اپنی پوری واٹر سپلائی کھو دی)۔

یہ طریقہ کار جو تھے جنیوا کنونشن، ہیگ ریگولیشنز (1907)، اور ICESCR کے تحت انسانی حق پانی کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ اسرائیلی فلسطینیوں سے کم از کم چار گنا زیادہ پانی استعمال کرتے ہیں۔

غزہ: ماحولیاتی اور حیاتیاتی جنگ کے طور پر محاصرہ

غزہ میں، پانی نہ صرف ایک شے بن گیا ہے۔ بلکہ محاصرے کا ہتھیار ہے۔ 2007 سے، اسرائیل نے اہم ڈھانچے کو روکا یا بمباری کی:

- ڈیسیلینیشن پلانٹس تباہ کیے گئے۔
- سیوریج ٹریٹمنٹ کی سہولیات کو نشانہ بنایا گیا۔
- واٹر پمپس کے لیے ایندھن سے انکار کیا گیا۔

2025 تک:

- غزہ کے پانی کا 97% سے زیادہ ناقابل پیئہ ہے۔
- بچے دائمی پانی سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے متاثر ہیں۔
- 2 مارچ 2025 سے، غزہ آئی پی سی فیز 5 قحط میں داخل ہو گیا، جہاں کمزور مدافعتی نظام حتیٰ کہ انٹیرائنٹس کے ہلکے کیسز کو بھی ممکنہ طور پر جان لیوا بنا دیتے ہیں۔

جب کمزور فلسطینی بچوں کی تصاویر آن لائن گردش کرتی ہیں، اسرائیلی حسابہ اکاؤنٹس انہیں “جینیاتی بیماریوں” کے شکار کے طور پر مسترد کرتے ہیں۔ یہی دعویٰ ایک بار نازیوں نے این فرینک جیسے متاثرین کے بارے میں کیا تھا، جو گیس چیمبر میں نہیں مرا، بلکہ برگن-یلزن میں پانی سے پیدا ہونے والی بیماری ٹائیفس سے مرا۔ یہ گونج خوفناک ہے۔

نتیجہ: پانی کو زہر دینا، یادداشت کو زہر دینا

پانی ہمیشہ سے ایک ہتھیار رہا ہے۔ لیکن صیہونی منصوبے میں، یہ ایک نظریہ بن گیا ہے۔ ایک ہٹانے، سزا دینے اور غلبے کا ذریعہ۔ 1948 سے آج تک، کنوئیں زہر آلود کیے گئے، ایکوئفر لوٹے گئے، اور پیاس کو جرم قرار دیا گیا۔ غزہ میں، بچے صاف پانی کی کمی سے مر رہے ہیں۔ مغربی کنارے پر، پوری کمیونٹیز کو اپنی زمین چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔

اور پھر بھی، جب ان کا پانی چوری یا تباہ کیا جاتا ہے، فلسطینیوں پر الزام لگایا جاتا ہے۔ نہ صرف مزاحمت کرنے کے لیے، بلکہ دوسروں کے جرائم کے لیے بھی۔ وہ قوم جو ہولوکاسٹ سے یہودی پناہ گزینوں کو بچانے میں مدد دی، اس کی قربانی کا بکر ابن گنی۔ اس لیے نہیں کہ انہوں نے کیا کیا، بلکہ اس لیے کہ وہ قریب تھے۔

پانی کو ہتھیار بنانا خود زندگی کے خلاف جنگ چھیڑنا ہے۔ اور نسل کشی کی ذمہ داری کو اس کے بچ جانے والوں کے متاثرین پر منتقل کرنا سچ کو زہر دینا ہے۔ اگر امن ہونا ہے تو پہلے انصاف ہونا چاہیے۔ اور انصاف اس سے شروع ہوتا ہے کہ ہتھیار کو بے نقاب کیا جائے، جرم کا نام لیا جائے، اور پانی۔ دونوں جسمانی اور اخلاقی۔ کو ان سے واپس کیا جائے جن سے یہ چوری کیا لیا تھا۔